کانگریس اور اس کی حکومتوں نے گاندھی جی کی تعلیمات اور انکے آدرشوں کی خود اپنے عمل سے جو تکذیب بلکہ تحقیر و تذلیل کی ہے اسکا نتیجہ یہ ہے کہ ملک میں فسطائی رجحانات روز بروز ترقی کر رہے ہیں "ہندو نیشن" کا نعرہ قوی ہو رہا ہے قانون و تعلیم اور سوشل ورک کے میدانوں میں جو حضرات بڑے سنجیدہ اور قوم پرور سمجھے جاتے تھے اور وہ بھی فاشسٹ جماعتوں کے جلسوں میں اور تنظیمی اجتماعات میں علانیہ شریک ہو کر تقریریں کرتے اور انکی حمایت میں بیانات دیتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ملک کا رخ بدل رہا ہے اور اگر اس صورت حال کا تدارک نہ کیا گیا تو عجب نہیں ہے کہ ۲۰ نومبر کو لکھنؤ میں ایک عظیم اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے راشٹریہ سیوک سنگھ کے لیڈر مسٹر گولوالکر کا اعلان کہ جو لوگ ہندوستان سے باہر پیدا ہونیوالے مذاہب کو مانتے ہیں وہ بھارت کے سپوت تسلیم نہیں کئے جا سکتے۔ ملک کی عظیم اکثریت کا ہی عقیدہ بن جائے اگر ایسا ہوا تو اس ملک کا حشر خواہ کچھ بھی ہو جہاں تک گاندھی جی اور انکی تعلیمات کا تعلق ہے انکا کوئی نام لینے والا بھی نہ رہیگا۔ یہ سب کچھ نتیجہ کانگریس اور اس کی حکومتوں کی بدعملی اور منافقت کا ہے۔ زبان پر گاندھی جی کے نام کی رٹ اور عمل اسکے بالکل برعکس! اس تضاد کی وجہ یہ ہے کہ گاندھی جی خدا اور مکافات عمل پر عقیدہ رکھتے تھے اسلئے انکے عمل میں پختگی اور استواری تھی آجکل کے نیتاؤں میں عقیدہ مفقود ہے تو پھر ظاہر و باطن اور قول و عمل میں یکسانیت پیدا ہو تو کس طرح۔

آئندہ ۱۵ فروری ۱۹۶۹ء میں مرزا غالب کی وفات کو پورے ایک سو برس ہو رہے ہیں اسلئے اس تقریب کو منانے کی تیاریاں عالمگیر اور نہایت شاندار طریقے پر کی جا رہی ہیں۔ برصغیر ہند و پاک میں کتنے ماہنامے ہیں جو غالب نمبر نکال رہے ہیں۔ ادبی اجتماعات اور مذاکرات، مشاعرے، غالب کی بعض تصنیفات کی بڑے اہتمام سے اشاعت اور [illegible] بعض ادبی یادگاریں قائم کرنا وغیرہ۔ ان تمام چیزوں کا بندوبست شہر شہر ہو رہا ہے لیکن معلوم نہیں اس حقیقت کیطرف کتنے لوگوں کا دھیان گیا ہے کہ زمانہ نے جس ستم ظریفی کا جو معاملہ مرزا کے ساتھ کیا ہے وہ دنیا کے کسی شاعر کے ساتھ نہیں کیا۔ اس حیثیت سے مرزا جیسے عظیم شاعر، نغز گو اور استاد سخن ہیں اتنے ہی بڑے مظلوم اور ستم دیدہ ہیں اور ان پر یہ ظلم کسی غیر نے نہیں بلکہ انھوں نے کیا ہے جنکی زبانیں مرزا کے نام کی رٹ لگاتے ہوئے خشک ہوئی جا رہی ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا کی عظمت اور شہرت جو کچھ بھی ہے اردو کی ان چند غزلوں کے باعث ہے جو ایک مختصر سے دیوان میں ہیں یا ان خطوط کی وجہ سے ہے جو مرزا نے اپنے دوستوں یا شاگردوں کو لکھے ہیں جہاں تک خطوط کا تعلق ہے مرزا نے بھی

انکو اپنے لئے سرمایۂ فخر و مباہات نہیں سمجھا اب رہی اردو غزلیں! تو مرزا نے انہیں صاف لفظوں میں "بیرنگ من است" کہا اور نظر انداز کر دینے کی درخواست کی جسکے برخلاف مرزا کا اصل لائق فخر سرمایۂ حیات خود انکے اپنے لفظوں میں جو کچھ وہ انکی فارسی شاعری میں ہے۔ اسی کو دیکھنے اور اس سے لطف اندوز ہونے کی وہ دعوت عام دیتے ہیں لیکن ساتھ حسرت اور مایوسی بھی ہے کہ فارسی ادب و شعر کی کساد بازاری عام ہے۔ اسلئے اب کون انکا فارسی کلام پڑھیگا جواہر پاروں کی قدر کریگا۔ چنانچہ کس درد و کرب کے ساتھ اپنے لئے غریب شہر کا استعارہ کرتے اور کہتے ہیں۔

بیاورید گر اینجا بود سخندانے ۔۔۔ غریب شہر سخنہائے گفتنی دارد

تنہائی کا بھی وہ احساس ہے جسکے باعث انھوں نے اردو میں اپنے آپکو "خفائی" کہا ہے۔ اگرچہ کبھی کبھی انھوں نے "شہرت شعرم بگیتی بعد من خواہد شدن" کہہ کر اپنے دل کو تسکین دینے کی کوشش کی ہے لیکن زمانہ کی ناقدر شناسی اور ارباب فضل کی بے توجہی کا شکوہ انہیں عمر بھر رہا اور ان کے دل و جگر کے ٹکڑے اشک خون بنکر ہمیشہ انکی آنکھوں سے ٹپکتے رہے۔ اب سوچئے کہ کیا مرزا کے ساتھ یہ زمانہ کی ستم ظریفی اور خود ہمارا ظلم نہیں ہے کہ جو چیز خود ان کے لئے باعث ننگ تھی اس کو تو ہم نے اپنی توجہات تحقیق اور ریسرچ کا مرکز بنا لیا اور جس چیز کو انہیں فخر تھا اس سے اسی درجہ بے اعتنائی برتی ہے کہ خدا کی پناہ! فارسی کلیات کا ایک اعلیٰ ایڈیشن بھی اب تک شائع نہیں ہو سکا۔ مرزا کی فارسی شاعری پر مولانا حالی نے یادگار غالب میں جو کچھ لکھ دیا ہے (حالانکہ وہ بہت ناکافی ہے) آج تک سب سے مفصل تحریر ہے۔ ہماری اس غفلت کوشی بلکہ صحیح لفظوں میں غالب ناشناسی کا ثمرہ ہے کہ آج ایران میں مرزا غالب اور ان کی شاعری کا کہیں تذکرہ نظر نہیں آئے گا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہم لوگوں میں اپنے بزرگوں کی صحیح قدر کرنے کی صلاحیت کہاں تک ہے؟ مرزا غالب کی اصل یادگار اور ان کی قدر شناسی ہنگامہ آرائی، جشن، جلوس، جلسے اور مشاعرے نہیں ہیں بلکہ یہ ہے کہ فارسی کلیات کے اعلیٰ ایڈیشن شائع کئے جائیں، انکی شرحیں لکھی جائیں۔ فرہنگ مرتب کی جائے اور کلام پر سیر حاصل نقد و تبصرہ جس میں قدیم اساتذہ کے ساتھ موازنہ و مقابلہ بھی ہو۔ مختلف زبانوں میں خصوصاً فارسی میں شائع کیا جائے۔

یوں عبادت ہو تو زاہد ہی عبادت کے مزے

۴